یہ دورِ نو ہے ہسپانیہ مبارک ہو   خدا کے گھر بناءِ لا الٰہ الا اللہ

ضمیمہ ستمبر ۱۹۸۲ء

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثانی

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

تُو وہ جرنیل ہے کہ تیرے عزم سے   ملک اسپین ہے پھر ثریا بنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ

ستمبر ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

نائب:
منیر احمد جاوید

ترتیب

جلد ۲۹
شمارہ ۱۱
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

پبلشر: مبارک احمد خالد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
پرنٹر: سید عبدالحی
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی۔ ربوہ
قیمت سالانہ پندرہ روپے۔ قیمت پرچہ ہذا دو روپے

مسجد بشارت (سپین) کے افتتاح پر ادارہ "خالد" دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اداریہ

ایک پُرشوکت وعدہ ـــــ ایک حسین یاد

شبِ تاریک و تار! ہر طرف ویرانہ ہی ویرانہ، ہُو کا عالم، سنّاٹا چھایا ہوا، کھنڈرات سے جھلکتی یادگارِ حسیں، ماضی کی عظمتوں کے امیں، ایک سُونے مکان، اُجڑے دیار میں ایک عاشقِ زار۔ سوزِ ہجراں سے گھائل۔ غمِ فراق سے ذابل رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ کے مظہر۔ کبیدہ خاطر، خوں چکیدہ قلب و جگر مثلِ بریدہ بال و پر۔ آنکھیں نمناک و اشک آلود۔ رُوح آستانۂ حبیب پہ سر بسجود۔

متضرّعانہ جبیں سجدہ ریز۔ کرب و بلا کی کیفیت قیامت خیز

محویّت مقامِ فنا۔ عزیمت تمنّائے بقا۔ پیار اور عشق کا تنعّم۔ سراپا دعا کا تجسّم۔ بیقراری اور اضطراب کا سماں۔ دَنیٰ فَتَدَلّٰی کا گماں۔ اس جان کنی کے عالم میں ناگہاں صبحِ صادق کے قریب شانۂ مضطرب پر پیار کی لمس محسوس ہوئی۔ فصل وصل کی گھڑیوں میں بدل گئی۔ مستی و سرور و کیف کی فضا میں معشوق نے ان الفاظ سے اپنے عاشق کی اشک شوئی و غمخواری فرمائی:۔

مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

کہ اے پیارے! جب تُو نے میرے پیار میں اپنی جان داؤ پر لگا دی تو اب میں تیرا ہوں اور میں تیری محبت اور

پیار کی خاطر تیری ہر تمنّا کو پورا کرنے کے لئے اپنی قادرانہ تجلیات ظاہر کروں گا لیکن اس کے لئے وقت مقدر ہے۔

اس پروانہ کے کمال جذب اور نہال عشق کو دیکھ کر شمع خود کھنچی چلی آئی۔ تمام مشکلات مقبلہ کو سوختہ سامان کر دیا اور محلاتِ تمنّا کو ضوفشاں کر دیا۔ اور بشریٰ لکم کی نوید جانفزا کے جلو میں اپنے پیارے حبیب کے لئے مسجد بشارت جیسا کاشانۂ ذی وقار بنانے کی امنگ نے جنم لیا جس کو جامۂ حقیقت پہنانے کا ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو آغاز ہوا۔

پوری قوم کے درد، ہمّ وغم کے پہاڑ اور رنج والم کی موجِ تند و تیز نے اس دیوانہ کو نحیف و نزار کر دیا۔ اجل کا قرب، غنودگی کا عالم، آغوشِ حبیب میں فنائیت کا شرف۔ ع

"تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری" کی پُرکیف فضا میں اپنے حبیب سے ملتجی ہوا کہ اس دیوانے نے تیری محبّت کے جلوے بکھیرے ہیں، تیرے عشق کی قندیلیں روشن کی ہیں، تیرے پیار کے چراغ جلائے ہیں، ان کی کامل ضوفشانی تک تو مہلت دے۔ سراپا رحمت نے کمال محبّت کا اظہار کرتے ہوئے عملی زبان سے جواب دیا کہ آ میری گود میں آ کر تکمیل کے نظاروں کا مشاہدہ کر۔ تیری روحانی آنکھیں اس سے لطف اندوز ہوں گی اور تیری یادوں کی تازگی کا ایک حسین اور طاہر و مطہر مجسّم اس قصرِ ذی شان میں رنگ بھرے گا۔

اے جانے والی روح تجھ پر ہزاروں سلام کہ تو نے جان کی امانت کا حق ادا کر دیا اور قصرِ تثلیث میں ایمان کی شمع روشن کر دی۔

اے حسین یادوں کے زندہ مجسّم تجھے اس حسین یاد میں رنگ بھرنا مبارک صد مبارک ہو کہ اب تیرے آئینۂ قلب سے آفتابِ نبوت کے رنگوں کی عکاسی ہو گی اور تمام عالم نیرنگیٔ ایمان و عرفاں سے متبرک اور مقدس ہو گا۔ یہ عظیم الشان انقلابی اور تاریخ ساز "باب الفتوح" امتِ مسلمہ کو مبارک ہو۔

نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا

"آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اُس کا بیٹا اب ضرور مرے گا...... نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا۔

اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچّائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچّے خدا کا پتہ لگے گا...... قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہو گا جب تک دجّالیّت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچّی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، مُلکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(تبلیغِ رسالت جلد ۶ صٓ)

آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دِل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

ملّتِ احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بِنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار

(دُرِّ ثمین)

عزمِ محمود

"میں ان علاقوں میں احمدیت کی اشاعت کے لیے اپنے مبلّغین بھجواؤں گا"

"وہ لوگ جنہوں نے سینکڑوں سال تک سپین پر حکومت کی وہ آج سپین کے زیرِ نگیں ہیں۔ اور وہ لوگ جو سپین کے بادشاہ تھے آج سپین کے غلام ہیں۔ یہ واقعات ایسے اہم ہیں جن کو کسی وقت بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ آٹھ سَو سال کی حکومت کوئی معمولی بات نہیں لیکن آج اِس مُلک کی یہ حالت ہے اس میں کسی مسلمان کی ہَوا تک سُونگھنے کو نہیں ملتی۔ اندلس میں مسلمانوں کو جو شان و شوکت حاصل تھی اور پھر اس کے بعد جو سلوک وہاں کے مسلمانوں سے کیا گیا۔ اسی طرح صقلیہ میں مسلمانوں کا جو رعب و دبدبہ تھا اور اس کے بعد جس طرح انہیں وہاں سے نکالا گیا۔ جب مَیں نے یہ حالات تاریخوں میں پڑھے تو مَیں نے عزم کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو مَیں ان علاقوں میں احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنے مبلّغین بھجواؤں گا جو اسلام کو دوبارہ ان علاقوں میں غالب کریں اور اسلام کا جھنڈا دوبارہ اِس مُلک میں گاڑ دیں ...... یہ علاقے اس لحاظ سے بھی خصوصیت رکھتے ہیں کہ وہاں سے تمام یورپین مُلکوں میں تبلیغ کے رستے کھُلتے ہیں۔ پس اس فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے ضرورت ہے اخلاص کی، ضرورت ہے متواتر قربانی کی، ضرورت ہے بلند عزم کی۔"

(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء)

سیّدنا حضرت المصلح الموعود نے یہ الفاظ سپین میں دو مبلّغین کے وُرود پر ۱۹۴۶ء میں ایک خطبہ جمعہ کے دَوران فرمائے تھے۔ آج آپ کا یہ عزم پُورا ہو گیا ہے۔ خواب حقیقت کا رُوپ دھار چکے ہیں، اور ارضِ سپین واثقی احمدیت کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ اور مساجد کی تعمیر سے معمور ہو کر اسلام کے جھنڈے کو دوبارہ اپنی دھرتی پر گاڑنے کے لئے تیار ہو چکی ہیں۔

ایک تڑپ — جو حقیقت کا روپ دھار گئی

حضرت مصلح موعود کا سپین کے بارہ میں ایک اہم اقتباس

(۷ / اپریل ۱۹۴۴ء)

"تاریخ اسلام کی ان باتوں سے جو مجھے بہت پیاری لگتی ہیں۔ ایک بات ایک ہسپانوی جرنیل کی ہے جس کا نام غالباً عبدالعزیز تھا جب سپین میں مسلمانوں کی طاقت اتنی کمزور ہو گئی کہ اُن کے ہاتھ میں صرف ایک قلعہ رہ گیا جو آخری قلعہ تھا تو عیسائیوں نے اُن کے سامنے بعض شرائط پیش کیں اور کہا کہ اگر بچنا چاہتے ہو تو اِن کو مان لو۔ وہ شرائط ایسی تھیں کہ جنہیں مان کر اسلام سپین میں عزّت کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ بادشاہِ وقت اُن شرائط کو ماننے کے لئے تیار ہو گیا۔ دوسرے جرنیل بھی تیار تھے۔ مگر یہ جرنیل کھڑا ہوا اور کہا کہ اے لوگو! کیا کرتے ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ عیسائی اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ ہمارے باپ دادا نے سپین میں اسلام کا بیج بویا تھا اب تم لوگ اپنے ہاتھوں سے اس درخت کو گرانے لگے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ سوائے اِس کے ہو کیا سکتا ہے۔ دشمن سے کامیاب مقابلہ کی صورت ہے ہی کیا؟ اسی جرنیل نے کہا، یہ سوال نہیں کہ دشمن سے کامیاب مقابلہ کی صورت کیا ہے؟ نہ ہمیں اِس کے سوچنے کی ضرورت ہے ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے اور ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ مر جائے مگر اِن شرائط کو تسلیم نہ کرے۔ اِس طرح یہ ذلّت تو نہ اُٹھانی پڑے گی کہ اپنے ہاتھ سے حکومت دشمن کو دے دیں۔ جو کچھ تمہارے اختیار کی بات ہے وہ کر دو اور باقی خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یہ بات سُن کر وہ لوگ ہنسے اور کہا کہ اِس قربانی کا کیا فائدہ؟ اور سب نے انکار کیا۔ مگر اُس نے کہا کہ اگر تم اِس بے غیرتی کو پسند

کرتے ہو تو کرو میں تو اپنے ہاتھ سے اسلامی جھنڈا دشمن کے حوالے نہ کروں گا۔ قریبا ایک لاکھ کا لشکر تھا جو قلعہ کے باہر جمع تھا۔ وہ اکیلا ہی تلوار لیکر باہر نکلا۔ دشمن پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ بے شک اس کی شہادت کے باوجود سپین میں مسلمانوں کی حکومت تو قائم نہ رہ سکی مگر اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گیا اور موت اُسے مٹا نہ سکی۔ وہ بادشاہ اور جرنیل جنہوں نے اُس کے مشورہ کو تسلیم نہ کیا اور اپنی جانیں بچانی چاہیں وہ مٹ گئے۔ اُن کا ذکر پڑھ کر اور سُن کر ہم اپنے نفسوں کو بڑے زور سے اُن پر لعنت کرنے سے روکتے ہیں لیکن کبھی سپین کے حالات کا میں مطالعہ نہیں کرتا یا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ باتیں میرے ذہن میں آئی ہوں اور اُس جرنیل کے لئے دعائیں نہ نکلتی ہوں۔ اُس کے خون کے قطرے آج بھی سپین کی وادیوں میں ہم کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ! اور میرے خون کا انتقام لو۔ بیشک وہ بہادر جرنیل مر گیا مگر مرنا ہے کیا؟ کیا یُوں لوگ نہیں مرتے؟ کیا وہ بادشاہ اور جرنیل جو دشمن سے نہ لڑے مر نہ گئے؟ وہ بھی ضرور مر گئے۔ لیکن اُن کے لیے ہمارے دلوں سے لعنت نکلتی ہے اور اُس جرنیل کے لیے دُعائیں۔

آج بھی اُس کی کشش ہمیں سپین کی طرف بُلا رہی ہے اور اگر مسلمانوں کی غیرت قائم رہی اور جیسا کہ حضرت (اقدس ..... ناقل) کی بعثت سے ظاہر ہوتا ہے نہ صرف قائم رہے گی بلکہ ترقی کرے گی اور پہلے سے بھی بڑھ کر ظاہر ہو گی تو وہ دن دُور نہیں جب اس جرنیل کے خون کے قطروں کی پکار، اُس کی جنگلوں میں چلّانے والی رُوح اپنی کشش دکھائے گی اور سچے مسلمان پھر سپین پہنچیں گے اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اسکی رُوح آج بھی ہمیں بلا رہی ہے اور ہماری رُوحیں بھی یہ پکار رہی ہیں کہ اے شہیدِ وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی وہ پروانوں کی طرح اس مُلک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نُور کو وہاں پھیلائیں گے۔"

اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ

"مَیں بہت پریشان تھا۔ سات سَو سال تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ اُس وقت کے بعض غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ وہاں کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے نئے سرے سے تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اس مُلک کے چند باشندے احمدی مسلمان ہوئے۔ وہاں جاکر شدید ذہنی تکلیف ہوئی۔ غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک دارالخلافہ رہا، جہاں کئی لائبریریاں تھیں، یونیورسٹی تھی، جس میں بڑے بڑے پادری اور بشپ مسلمان اُستادوں کی شاگردی اختیار کرتے تھے مسلمان وہاں سے مٹا دیئے گئے۔ غرض اسلام کی ساری شان و شوکت مادّی بھی اور رُوحانی بھی اور اخلاقی بھی مٹا دی گئی ہے۔ طبیعت میں اِس قدر پریشانی تھی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ غرناطہ جاتے وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے در و دیوار سے دُرود کی آوازیں اُٹھتی تھیں آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ مَیں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے دُرود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تاکہ کچھ تو کفّارہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب مَیں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو مَیں اُس وقت دُرود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ

اس کی جگہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ پڑھ رہا تھا۔ یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے۔ تب مَیں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی قیام توحید کے لئے تھی۔ مَیں نے فیصلہ تو درست کیا تھا یعنی یہ کہ مجھے کثرت سے دُعائیں کرنی چاہئیں۔ لیکن الفاظ خود منتخب کر لیئے تھے۔ درود سے یہ کلمہ کہ اللہ ایک ہے زیادہ مقدّم ہے۔ چنانچہ مَیں بڑا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی میری زبان کے رُخ کو بدل دیا۔

ہم غرناطہ میں ۲ دو راتیں رہے۔ دوسری رات تو میری یہ حالت تھی کہ دس منٹ تک میری آنکھ لگ جاتی پھر کھُل جاتی اور مَیں دُعا میں مشغول ہو جاتا۔ ساری رات مَیں سو نہیں سکا۔ ساری رات اِسی سوچ میں گزر گئی کہ ہمارے پاس مال نہیں یہ بڑی طاقتور قومیں ہیں۔ مادّی لحاظ سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں ہم انہیں کس طرح مسلمان کریں گے۔ حضرت (اقدس ... ناقل) کا جو یہ مقصد ہے کہ تمام اقوامِ عالم حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادم بن جائیں گی۔ یہ بھی اقوامِ عالم میں سے ہیں یہ کس طرح اسلام لائیں گی اور یہ کیسے ہوگا؟ غرض اِس قسم کی دُعائیں ذہن میں آتی تھیں اور ساری رات میرا یہی حال رہا۔ چند منٹ کے لئے سوتا تھا پھر جاگتا تھا۔ پھر چند منٹ کے لئے سوتا تھا۔ ایک کرب کی حالت میں مَیں نے رات گزاری۔ وہاں دن بڑی جلدی چڑھ جاتا ہے۔ میرے خیال میں تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت ہوگا مَیں صبح کی نماز پڑھ کر لیٹا تو یکدم میرے پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اور قرآن کریم کی یہ آیت میری زبان پر جاری ہو گئی:-

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ

قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (الطلاق آیت ۴)

اس بات کا بھی جواب آگیا کہ ذرائع نہیں کام کیسے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ پر توکّل رکھو۔ اور جو شخص اللہ پر توکّل رکھتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی وہ اس کے لئے کافی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ۔

اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بناتا ہے اُسے ضرور پُورا کر کے چھوڑتا ہے اس لئے تمہیں یہ خیال نہیں آنا چاہیئے، یہ خوف نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حضرت (اقدس ..... ناقل) کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ تمام اقوامِ عالم کو وحدتِ اسلامی کے اندر جکڑ دیا جائے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں لا کر کھڑا کر دیا جائے۔

دوسرا یہ خیال تھا اور اس کے لئے مَیں دُعا بھی کرتا تھا کہ خدایا یہ ہوگا کب؟ اس کا جواب بھی مجھے مل گیا۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے۔ جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادّی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو۔ اللہ کافی ہے وہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ میرے دل میں بڑی تسلّی پیدا ہو گئی "۔

(خطاب سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۱۵ر جولائی ۱۹۸۰ء)

ناصرِ دیں! تیری رُوحِ مقدّس کو سلام
دینِ احمدؐ کی تب و تاب بڑھا دی تُو نے
دے کے اسپین کو اللہ کے گھر کا تحفہ
ظلمتِ کفر میں اک شمع جلا دی تُو نے
ثاقب زیروی

بھگو کے آنسوؤں سے خشتِ اوّلیں رکھی   ہمیں وہ منظرِ رقّت نہ بھول پائے گا

دُعائیں جس کی بالآخر ہیں مستجاب ہوئیں   ہمیں وہ شخص بہرطور یاد آئے گا

مُناجات بدرگاہِ حضرتِ احدیت

برموقع تقریبِ سنگِ بُنیاد مسجد بشارت سپین

حضرت فاتح الدین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۸۰ء میں سپین میں ۷۴۴ سال کے بعد پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ٹھیک ۳ بجکر چالیس منٹ پر حضور اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا۔ ۱۲"×۱۲"×۱½" پیمائش کا سنگِ بُنیاد محترم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر نے اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ حضور نے حضرت اقدس .... کی مقدس انگوٹھی سے جس پر "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ" کندہ تھا بنیادی پتھر کو برکت بخشی۔ پھر فرمایا ــــ "مَیں کچھ وقت دُعا کروں گا پھر بنیاد رکھوں گا" ــــ اس کے بعد پیارے آقا نے (خدا ابد الآباد تک اُن پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے) نہایت درجہ رقّت کے عالم میں درج ذیل قرآنی آیات میں دُعائیں کیں :۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○

(البقرۃ : ۱۲۸ - ۱۲۹)

دُعا:۔ اس کے بعد حضور نے عربی زبان میں درج ذیل دعائیں مانگیں :۔

رَبَّنَا اسْتَجَبْتَ دُعَاءَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) وَبَعَثْتَ فِيْنَا رَسُوْلًا تَلٰى عَلَيْنَا اٰيٰتِكَ وَعَلَّمَنَا الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَزَكّٰنَا بِقُوَّتِهِ الْقُدْسِيَّةِ وَاَحْيَانَا بِحَيَاتِهِ الْاَبَدِيَّةِ وَنَوَّرَنَا بِنُوْرِهِ الْاَتَمِّ الَّذِىْ وَسِعَ الزَّمَانَ وَالْمَكَانَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ رَبَّنَا بِفَضْلِكَ اٰتَيْتَنَا عَقْلًا سَلِيْمًا وَقَلْبًا مُّنِيْبًا فَنَجْهَدُ اَنْ لَّا نَرْغَبَ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَا عَنْ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا قُلْتَ اَسْلِمُوْا۔ اَسْلَمْنَا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْلَمْنَا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْلَمْنَا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

★ اس کے بعد حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

آپ زمان و مکان سے بالا ہو چکے ہیں

جو احمدی سپین نہیں جا سکتے وہ تقویٰ کا لباس اوڑھ کر یہیں مسجد بشارت کا طواف کریں

"دوسری بات مَیں ان لوگوں کے متعلق کہنی چاہتا ہوں۔ جو پیچھے رہ جائیں گے اُن میں سے بعض بڑا دُکھ محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے بڑے دردناک خط آ رہے ہیں۔ تڑپ رہے ہیں کہ کاش ہم بھی وہاں جا سکتے۔ دُعاؤں کے لئے لکھ رہے ہیں۔ ان سب سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ زمان و مکان سے بالا ہو چکے ہیں۔ جس کا تعلق رب سے جُڑ جائے جو زمان و مکان سے بالا ہے اس کے بندے بھی بسا اوقات زمان و مکان سے بالا ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے کہ اگر آپ تقویٰ کا لباس یہاں پہن لیں، تو ہو سکتا ہے کہ آپ کا جسم شریک نہ ہو آپ کی رُوح وہاں مسجد میں شریک ہو رہی ہو خدا کے نزدیک .....

پس پیچھے رہنے والوں سے مَیں کہتا ہوں کہ دعائیں کریں اور ہوجیں کریں۔ بے نیاز ہو جائیں ان باتوں سے کہ وہ جا سکتے ہیں یا نہیں جا سکتے۔ تقویٰ کا لباس اوڑھ کر یہیں اُس مسجد کا طواف کریں جس مسجد کے طواف کے لئے کچھ لوگوں کو جسمانی طور پر جانے کی توفیق مل رہی ہے۔ دُعاؤں سے مدد کریں۔ اہل سپین کے لئے دُعائیں کریں۔ ان مقاصد کے اعلیٰ تر ہونے کے لیے دُعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیں توفیق عطا کرے۔ جو جا سکے ہیں اُن کی نیکی بھی قبول ہو جو نہیں جا سکے اُن کی بھی قبول ہو۔ خدا کی راہ میں ہم یہ منظر دیکھیں

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۲۹ راگست ۱۹۸۲ء)

یہ قرطبہ سے نوید بہار آئی ہے
کہ روحِ عظمتِ اسلام مسکرائی ہے
پھر آج صبحِ بشارت ہوئی ہے جلوہ فگن
کسی نظر کے فسوں سے مہک اٹھے ہیں چمن

۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء

سپین میں مسجد بشارت کا افتتاح

ایڈیٹر ماہنامہ خالد کے نام سپین سے موصول ہونے والی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ٹیلیکس

میڈرڈ کی طرف جانے والی شاہراہ پر، قرطبہ سے ۳۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ پیڈرو آباد میں ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو منعقد ہونے والی نئی "مسجد بشارت" کی افتتاحی تقریب میں پانچ ہزار احباب نے شرکت کی۔ اس تاریخی تقریب کی صدارت عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمائی۔

گزشتہ ۸۰۰ سال کے عرصہ میں ایشیا، افریقہ، یورپ اور شمالی امریکہ کے درجنوں ممالک کے مسلمان اتنی بڑی تعداد میں سپین میں ہسپانوی باشندوں کے ساتھ مل کر اس قسم کی تقریب میں کبھی بھی شریک نہیں ہوئے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں اس اہم بات پر خصوصیت سے زور دیا جو اسلام انسانیت کی اخلاقی و روحانی ترقی اور مساوات اور عدل و انصاف پر مبنی عالمگیر نظام کے لئے پیش کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام محبت اور اخوت سے دلوں کو فتح کرتا ہے اور یہی طریق بانیٔ جماعت احمدیہ نے دنیا کو اسلام کے زیرِ نگیں کرنے کے لئے اختیار کیا۔ حضور نے حکومت سپین اور اہل سپین کا شکریہ ادا کیا کہ اُن کے جذبۂ خیرسگالی اور پُرجوش تعاون سے جماعت احمدیہ اس قابل ہوئی ہے کہ وہ خدائے عزّوجلّ کی عبادت کے لئے مسجد بنا سکے۔

حضور کے خطاب کا سپینش زبان میں ترجمہ ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ تاکہ مقامی باشندے بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس بابرکت تقریب میں حضور کے علاوہ محترم سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان و سابق صدر عالمی عدالت انصاف۔ فزکس میں پہلے نوبل انعام یافتہ مسلمان سائنسدان محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور احمدیہ

مسلم مشنری محترم کرم الٰہی صاحب ظفر نے بھی (جو پہلی دفعہ اعلائے کلمۂ اسلام کیلئے ۱۹۴۶ء میں سپین آئے تھے) حاضرین سے خطاب کیا۔ بعد ازاں ایک ہسپانوی احمدی محترم عبدالرحمٰن صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو ہدیۂ تشکر پیش کیا کہ انہوں نے خود جلوہ افروز ہو کر مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا۔

اس تقریب کا قابلِ تحسین پہلو یہ تھا کہ ہسپانوی باشندوں نے بھی کثیر تعداد میں اسمیں شرکت کی۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پیدرو آباد کے میئر کو تحفہ بطور یادگار پیش فرمایا۔ اسی طرح دو احمدی بچیوں نے بھی اس موقع پر سپین کی بچیوں کے ساتھ تحائف کا تبادلہ کیا۔

تقریب کے اختتام پر مشن کی طرف سے ہسپانوی مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔

قبل ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ پڑھائی جس میں دنیا کی مختلف اطراف سے آئے ہوئے دو ہزار احمدی احباب نے شمولیت کی۔ حضور نے اپنے خطبہ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر فرمایا جنہوں نے الٰہی تصرّف کے تحت مسجد بشارت کی تعمیر کا منصوبہ پیش فرمایا اور اسے عملی جامہ پہنایا۔ حضور نے مبشرِ اسلام مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کی خدمات جلیلہ کو بھی سراہا اور افرادِ جماعت احمدیہ پر زور دیا کہ وہ ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور اشاعتِ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

حضورِ انور نے دُعا فرمائی کہ مسجد بشارت اہلِ سپین کیلئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور یہ روشنی بالآخر پورے مُلک کیلئے تنویر و ضیا پاشی کے سامان پیدا کرے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فلسطینیوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھے جانے پر ان سے دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

حضور نے ۱۰ ستمبر کو بعد دوپہر ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا جسمیں مقامی اور قومی پریس، نیوز ایجنسیز، ریڈیو اور ٹی وی کے چالیس نمائندگان نے شرکت کی۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام کسی قسم کے حسد، تعصب اور ناانصافی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسکے بعد ایک گھنٹہ کی مجلسِ سوال و جواب میں حضور نے فرمایا کہ صرف اسلام ہی بنی نوع انسان کے اخلاقی اور روحانی خوش آئند مستقبل کا مژدہ جانفزا سناتا ہے۔ سپین کے پریس، ریڈیو اور ٹی وی نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ الودود کی تشریف آوری اور مسجد بشارت پیدرو آباد کی افتتاحی تقریب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی۔

★ اہلِ سپین کی فتح محبّت اور عشق اور خلوص اور خدمت کے ہتھیاروں سے مقدّر ہو چکی ہے۔ اور کوئی اِس تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔

★ جہاں میرا دل اس مقدس خوشی کی تقریب کے موقعہ پر خوش اور حمد کے جذبات سے لبریز ہے وہاں ساتھ ہی ایک درد کی کسک بھی پاتا ہے جو ایک پیاری یاد کے نتیجہ میں اُٹھ رہی ہے۔

★ ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ اِس مسجد کو تمام سپین اور یورپ بلکہ تمام دنیا کیلئے رحمت و تسکین کا ذریعہ بنائے۔

★ اِس گھر کے دروازے ہر اُس شخص کے لیے کُھلے ہوں گے جو خدائے واحد و برتر کو مان کر اُس کے حضور جُھکے۔

★ ہم اہلِ سپین کے لیئے خدائے واحد و یگانہ اور بنی نوع انسان کی محبّت کے سوا اور کوئی پیغام نہیں لائے۔

خطاب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ افتتاح مسجد بشارت سپین
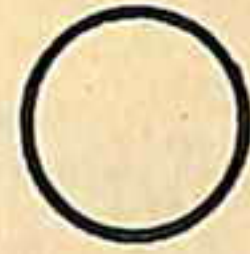
تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

آج میں اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے ۔ اِس مسجد کا افتتاح کرتا ہوں ۔ اُسی کی حمد سے میرا دل لبریز ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ، جو رحمٰن ہے جو رحیم ہے ۔ جو زمین و آسمان کا اور ہر اُس شئی کا جو ان کے درمیان ہے مالک ہے ۔ اور ہر عارضی ملکیت بھی بالآخر اُسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور نہ کوئی عارضی مالک رہے گا اور نہ کوئی مستقل ، مگر وہی ایک جو واحد و یگانہ ہے ۔ کوئی اُس کا شریک نہیں ۔ خالصۃً اُس کی عبادت کی خاطر آج ہم اِس مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں اور اُسی سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے ۔ کیونکہ اُس کی ہدایت اور اُس کی مدد کے بغیر کوئی نہیں جو اُس کی سچی عبادت کی توفیق پا سکے ۔ پس ہماری رُوحیں آج اُسی کے حضور سربسجود ہیں اور اُسی کو پکارتی ہوئی اُس کے آستانۂ الوہیت پر گرتے ہوئے یہ التجا کرتی ہیں کہ اے وہ جو تمام ہدایت کا سرچشمہ ہے ہمیں اپنے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے اور سیدھے راستہ پر قائم رکھ ۔ یہاں تک کہ ہم اُس انجام کو پہنچیں جو راستبازوں کا انجام ہے ۔ یعنی اُس سیدھی راہ پر چلنے والوں کا انجام جن پر تُو نے انعام فرمایا اور جو تیرے حضور آخر تک راستباز ٹھہرے ۔

اے ازلی و ابدی خدا ! جو ہر نور کا منبع اور ہر ہدایت کا سرچشمہ ہے ہمیں اُن بدنصیبوں کے انجام سے بچا جو ایک بار تیری سیدھی راہ پر چلنے کے باوجود اس راہ کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے اور تیرے انعام کی بجائے تیرے غضب کا مورد ٹھہرے ، اور اُن گم کردہ راہوں کے انجام سے بھی بچا جو چند قدم تیری راہ پر چلنے کے بعد اس راہ کو چھوڑ بیٹھے اور تیری ہدایت کے نور سے عاری ہو کر شیطان کے ظلماتی راستوں پر بھٹک گئے ۔

آج اِس مسجد کے افتتاح کے دن ہمارے دل حمد و ثناء سے لبریز ہیں اور اُسی کا ذکر ہماری زبانوں پر جاری ہے اور اُسی کی یاد ہمارے جسم و جان کے ہر ذرّہ میں رَچ بس گئی ہے اور ہمارے وجود مجسّم دُعا بن چکے ہیں کہ اے خدا ہمیں اُن تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق بخش اور اُن اعلیٰ اقدار کی حفاظت کی طاقت بخش جو ہر اُس مسجد کے ساتھ وابستہ ہیں جو خالصۃً تیرے نام پر تیری ہی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہے ۔

وہ اعلیٰ اقدار کیا ہیں ؟ ۔ یہی کہ تیرے گھر کے دروازے تیری تمام مخلوق پر ہمیشہ وا رہیں گے اور

بلا تمیز رنگ و نسل تمام وہ لوگ جو تجھے واحد و یگانہ جانتے ہوئے تیری چوکھٹ پر جھکنے کے لئے آتے ہیں تیرے گھر تک رسائی پائیں اور کوئی نہیں جو اُنہیں اس میں داخل ہونے اور اس میں عبادت سے روک سکے۔ ہاں وہ فتنہ پرداز اور شریر لوگ جو عبادت کی بجائے فساد کی نیّت سے تیرے پاک گھر میں داخل ہونے کی کوشش کریں ہم اُن کا معاملہ تجھ پر ہی چھوڑتے ہیں اور تجھی سے التجا کرتے ہیں اور تجھی پر توکل رکھتے ہیں کہ اُن کے ناپاک قدم تیرے پاک گھر کو گندا کرنے کی توفیق نہ پائیں۔ اے خدا ہمیں توفیق بخش کہ اس عظیم پیغام کو ہمیشہ یاد رکھیں جو ہر اُس مسجد کے ساتھ وابستہ ہے جو خالصۃً تیرے ہی ذکر کو بلند کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔

وہ پیغام کیا ہے؟ وہ صُلح اور امن کا پیغام ہے۔ انسان اور انسان کے درمیان عدل اور مساوات اور اخوّت اور محبّت کا پیغام ہے، وہ پیغام یہ ہے کہ جس طرح آسمان پر تمہارا خدا ایک ہے۔ اے ایک خدا کے پُوجنے والو! تم بھی زمین پر ایک ہو جاؤ اور ہر نفرت اور ہر بغض اور ہر کینہ کو اپنے دلوں سے نکال دو اور ہر اُس بات کو ترک کر دو جو خدائے واحد و یگانہ کے بندوں کے درمیان تفریق کرتی ہے اور انسان کو انسان سے جُدا کرنے والی بات ہے۔ یہ مسجد پانچ وقت بلند اذانوں کے ذریعے تمہیں اس حقیقت کی یاد دلاتی ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے اور تم سب اُسی ایک خدا کے بندے ہو۔ ہر بڑائی اُسی کے لئے ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تم سب کی عبادت کے لائق ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی ایک ہو جاؤ تو اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! تم اُس واحد و یگانہ خدا سے اپنا تعلق جوڑ لو جو تم سب میں مشترک اور تم سب کا ایک ہی خدا ہے۔

ہر مسجد جو خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تحمید اور اس کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے ہمیں اُس عظیم خطبہ کی یاد دلاتی ہے جو خدا کے بندے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وصال سے قبل آخری حج کے موقعہ پر دیا۔ یہ وہی تاریخی خطبہ ہے جو ہمیں توحید کے فلسفہ سے آگاہ کرتا ہے اور خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے تقاضے خوب کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ یہ وہ خطبہ ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ خالق کی عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا نہ کئے جائیں۔ یہ وہ خطبہ ہے جو تمام وہ حقوق گنواتا ہے جو اُس کے ہر ایک بندے کے اُس کے دوسرے بندوں پر ہیں۔ اور ہمیں سمجھاتا ہے کہ اگر تم مخلوق کے حقوق ادا نہیں کرو گے تو صرف مخلوق ہی سے نہیں بلکہ خالق سے بھی کاٹے جاؤ گے۔ یہ وہ زندہ جاوید خطبہ ہے جو وقت کی دست بُرد سے آزاد ہے اور چودہ سو برس گزرنے کے بعد آج بھی اُسی طرح تازہ اور شاداب اور زندہ و تابندہ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر موجود سوا لاکھ پرستارانِ توحید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اٰبَآءَكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ وَلَا لِاَعْجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ۔ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ۔ اَلَا وَاِنَّ كُلَّ دَمٍ وَمَالٍ وَمَاثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا۔ دِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ۔ اَلَا اِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ۔ اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا۔ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا۔ اَرِقَّائَكُمْ اَرِقَّائَكُمْ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ۔ اِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ اِلٰى اَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ۔

یعنی اے انسانو! سُن لو کہ تم سب کا خدا ایک خدا ہے۔ اور تم سب کا جدِّ امجد بھی ایک ہی ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر برتری حاصل ہے۔ نہ ہی سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ ہی سیاہ کو سفید پر۔ سُن لو کہ انسانی جان کی بے حُرمتی یا مال کی بے حُرمتی یا ایک انسان کا دوسرے پر جو ترجیحی سلوک جاہلیت میں قائم تھا میں آج قیامت کے دن تک کے لئے اپنے پاؤں کے نیچے مَسلتا ہوں۔ خبردار! کوئی حق تلفی نہ کرو، کوئی حق تلفی نہ کرو، کوئی حق تلفی نہ کرو۔ جاہلیت کے زمانہ کے خون در خون کے انتقام کا سلسلہ موقوف کیا جاتا ہے۔ جاہلیت کے تمام سُود (جو حقوقِ انسانی کے استحصال کا ذریعہ تھے) موقوف کئے جاتے ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں بالکل اسی طرح عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔ قیدیوں کا خیال رکھو، قیدیوں کا خیال رکھو۔ جو خود کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ اور جیسا لباس خود پہنتے ہو ویسا ہی اُن کو پہناؤ۔ اور یاد رکھو کہ تمہاری جان اور تمہارے مال اور تمہاری عزّت کی حُرمت تم پر واجب کر دی گئی ہے۔ اُس روز تک کہ تم اپنے ربّ سے ملو۔"

یہ وہی پیغام ہے جس کی حفاظت کے لئے اور جس کی رُوح کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے غلامانِ محمدؐ میں سے خدا تعالیٰ نے ایک عظیم غلام کو اس زمانہ کا امام بنا کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہی نیک باتیں ہمیں یاد کروائے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں ہیں اور اپنے پاک نمونہ سے ویسی ہی ایک جماعت پیدا کرے جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت تھی۔ اور از سرِ نو پاک اسلامی تعلیم کو پاک انسانی اعمال کے

سانچے میں ڈھال دے۔ میری مراد اُس عظیم غلام سے مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مہدی اور مثیل مسیح بنا کر مبعوث فرمایا اور جو اُمّت محمدیہ کے لئے حیاتِ نَو کا پیغام لایا اور کُل عالم کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے اُس نے ایک عظیم مہم کا آغاز فرمایا اور اس جماعت کی بنیاد ڈالی جو اسلام اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے بنائی گئی اور جس کا نام جماعتِ احمدیہ ہے۔ آپ نے اِس دَور کے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

"وہ سچّا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے اور اُس کی ربوبیّت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص مُلک تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے اور تمام زمانوں کا ربّ ہے اور تمام مکانوں کا ربّ ہے اور تمام مُلکوں کا وہی ربّ ہے اور تمام فیوض کا وہی سر چشمہ ہے۔ اور ہر ایک جسمانی اور رُوحانی طاقت اُسی سے ہے۔ اور اُسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام مُلکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ ...... پس جب کہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پَیروی کریں۔"

(پیغام صلح)

پھر فرمایا :۔

"اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔"

(کشتی نوح)

اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے آپ نے یہ وضاحت کی کہ :۔

"مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے مَیں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچّائی کو دُنیا میں پھیلاؤں مَیں اِس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اُٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کیئے جائیں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے اُن تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بُلاؤں۔ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا

ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔"

(اربعین)

اپنی جماعت کو تاکیدی نصیحت کرتے ہوئے آپ نے ہدایت کی کہ:۔

"مَیں اِس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابنِ مریم کا جامہ مجھے پہنایا ہے۔ اِس لئے مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوعِ انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اِس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوعِ انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اُس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔"

(اسلام و جہاد)

غرض اسلام کے اِس محبت بھرے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر انسان خواہ کسی رنگ و نسل و مُلک سے تعلق رکھتا ہو، کوئی زبان بولتا ہو ایک ہی خدا کی تخلیق ہے۔ وہ ہمارا خدا جس کو ہم اللہ کے نام سے پکارتے ہیں ہر انسان کا خدا ہے۔ وہ سب قوموں اور مُلکوں پر مہربان ہے۔ سب انسان اُس کی نظر میں برابر اور بھائی بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ بہت ہی رحم کرنے والا، بہت ہی شفقت کرنے والا اور بہت ہی قدرتوں کا مالک خدا ہے۔ جو اُس کی طرف جُھکتا ہے اور اُس سے مانگتا ہے وہ اللہ اُس پر بہت فضل کرتا ہے، بہت رحم کرتا ہے۔

آج انسانیت ایک عالمگیر اور خوفناک تباہی کے کنارا پر کھڑی ہے جس سے بچنے کی تمام انسانی کوششیں بظاہر ناکام نظر آتی ہیں مگر ایک دروازہ اِس تباہی سے بچنے کا آج بھی کُھلا ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنے خالق و مالک اپنے ربّ کی طرف رجوع کرے اور اُس کے پیغام کو قبول کر کے اُس کے رحم کا مورد بنے۔ آج ہم یہاں اِسی لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ خدائے واحد و برتر سے دُعا مانگتے ہوئے اور اُسی سے مدد طلب کرتے ہوئے اُس کے

اِس گھر کو دُعاؤں اور مناجات سے آباد کریں۔

اِس گھر کے دروازے ہر اُس شخص کے لئے کھُلے ہوں گے جو خدائے واحد و برتر کو مان کر اُس کے حضور جھکے اور اُس کی عبادت کرے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ اس مسجد کو تمام سپین اور یورپ بلکہ تمام دُنیا کیلئے رحمت و تسکین کا ذریعہ بنائے اور جماعت احمدیہ کی اِس خدمت کو اپنے فضل سے قبول فرمائے (آمین)

مَیں اِس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اِس مسجد کی تعمیر کے منصوبہ میں کسی نہ کسی رنگ میں کام کیا ہے۔ بالخصوص اِس شہر کی انتظامیہ اور سپین کے تمام اربابِ اقتدار کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اختلافِ مذہب کے باوجود زمین کے حصول اور تعمیرِ مسجد کی اجازت کے سلسلہ میں ہمارے لئے سہولت میسّر کر کے بین المذاہبی تعاون اور ہمدردی کا ایک وسیع دروازہ کھولا ہے۔

May Allah bless them all.

لیکن یہ ذکر کرتے ہوئے سب سے نمایاں نام جو ذہن میں اُبھرتے ہیں جن کے لئے شکریہ کے ساتھ پُرخلوص دُعا دل سے اُٹھتی ہے وہ اِس عمارت کے آرکیٹیکٹ مسٹر SR. JOSE LUIS LOPEZ LOPE DERIGO ہیں جنہوں نے محض فنّی تعلق پر انحصار نہیں کیا بلکہ قلبی تعلق کے ساتھ اِس مسجد کی تعمیر اور تحسین میں نمایاں حصہ لیا۔ اسی طرح بجلی کا سامان بنانے والی سپین کی مشہور فرم SR. ANTONIO CARBONEL OF GENERATORS SEVILLA S.A. اور اس کے مالکان بے حد پُرخلوص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے اعلیٰ خُلق اور وسعتِ قلبی کا اظہار اِس طرح کیا کہ بجلی کا بیش قیمت سامان مسجد کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ اِن دونوں کو اپنی بہترین جزاء سے نوازے اور اُن سب کو بھی جنہوں نے کسی بھی رنگ میں مسجد کی خدمت کی۔

لیکن بیشتر اس کے کہ مَیں اِس مضمون کو آگے بڑھاؤں مَیں یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جہاں میرا دل اِس مقدس خوشی کی تقریب کے موقعہ پر جوش اور حمد کے جذبات سے لبریز ہے وہاں ساتھ ہی ایک درد کی کسک بھی پاتا ہے جو ایک پیاری یاد کے نتیجہ میں اُٹھ رہی ہے۔ وہ یاد تنہا میری ہی ملکیت نہیں بلکہ دُنیا کے لکھوکھا (MILLIONS) احمدی اِس یاد میں میرے شریک ہیں اور میرے ساتھ یہ درد بانٹنے والے ہیں۔ صرف احمدی ہی نہیں خود اِس علاقہ کے وہ تمام خوش نصیب باشندے جنہوں نے اِس مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب کا مشاہدہ کیا اور ہمارے سابق محبوب امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف ہوئے وہ سب بھی بلاشبہ اِس میٹھی یاد اور اس سے پیدا ہونے والے درد میں ہمارے شریک ہیں۔ لیکن وہ مقدس آسمانی آقا جس کے نام کی عظمت اور تقدیس کی خاطر یہ مسجد بنائی جا رہی ہے وہ ہمیں ہر دوسرے وجود سے زیادہ

پیارا ہے۔ ہر چند کہ جانے والے سے ہمیں بہت محبت تھی لیکن بلانے والا اُس سے بھی زیادہ پیارا ہے پس ہمارے دل اُس کی رضا پر راضی اور اُسی کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ وہ ہر دوسرے وجود سے زیادہ ہمیں عزیز ہے اور ہر دوسرے وجود سے زیادہ وہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ وہ رحمت اور شفقت اور پیار کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جس کا نہ ازل میں کوئی کنارہ ہے نہ ابد میں کوئی آخری حد۔ اپنی مخلوقات سے اُس کی شفقت اور رحمت بے حد وحساب ہے۔ ہر مذہب جو رحمت کے اِس ازلی سرچشمہ سے پھوٹتا ہے لازماً رحمت ہی کی تعلیم دیتا ہے اور بنی نوع انسان کے لئے سوائے سچے پیار اور ہمدردی کے اَور کچھ نہیں پیش کرتا۔

اِس اٹل اصول کا برعکس بھی اِسی طرح درست ہے۔ یعنی کوئی مذہب اگر خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرے لیکن خدا ہی کے نام پر انسان انسان کے درمیان نفرت اور بغض اور کینہ اور فتنہ اور فساد کی تعلیم دے تو یقیناً وہ مذہب جھوٹا ہے کیونکہ محبت کے سینے سے نفرت کا چشمہ نہیں پھوٹ سکتا اور ماں کے سینے سے دودھ کی بجائے زہرِ تلخ کی دھاریں نہیں بہا کرتیں۔ اسلام کی سچائی کا ثبوت بھی اُسکی تعلیم میں مضمر ہے جو امن اور صلح اور محبت اور رحمت کی تعلیم ہے۔

آخر پر ایک دفعہ پھر مَیں یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم اہلِ سپین کے لئے نیک جذبات کے سوا کچھ اپنے دلوں میں نہیں پاتے اور اُن کو اُس خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلانے کے لئے آئے ہیں جس کی عبادت کے لئے کامل خلوص کے ساتھ آج ہم اِس مسجد کے افتتاح کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دُنیا کے تمام مصائب اور تمام مسائل کا حل ایک اور صرف ایک ہے کہ وہ اپنے خالق اور اپنے مالک اور اپنے ربّ کی طرف لوٹ آئے۔ تمام بنی نوع انسان کو محبت کے رشتوں میں باندھنے کا اِس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جیسے ایک ماں اور ایک باپ کے بچے رحمت اور محبت کا ایک طبعی جذبہ اپنے دل میں موجزن پاتے ہیں۔ ایک ہی خالق کی مخلوق ہونے کا یقین اور اپنے تعلقات کو اِس یقین کے سانچے میں ڈھالنا ہی مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب میں بسنے والے انسانوں کو وہ محبت عطا کر سکتا ہے جس کو آج انسانیت ایک ایسے پیاسے کی طرح ترس رہی ہے جو پانی کے بغیر تپتے ہوئے صحرا میں ایڑیاں رگڑ رہا ہو۔

پس اُس خدا کی قسم کھا کر مَیں اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں جس کے قبضے میں ہماری جانیں ہیں اور جو دلوں کے حال سے خوب واقف ہے کہ ہم اہلِ سپین کے لئے خدائے واحد و یگانہ اور بنی نوع انسان کی محبت کے سوا اَور کوئی پیغام نہیں لائے۔

دُنیا میں بعض ایسی قومیں بھی ہوں گی جو محبت کے سوا بھی فتح کی جا سکتی ہوں اور فتح کی جاتی ہیں لیکن اہلِ سپین اُن قوموں میں سے نہیں۔ اہلِ سپین کے متعلق تاریخ کا مطالعہ مجھے بتاتا ہے کہ اِس قوم کو محبت کے سوا کسی

اور ہتھیار کسی اور کوشش کسی اور ذریعہ سے فتح نہیں کیا جا سکتا۔ اہلِ بصیرت تاریخ دانوں نے نپولین کی آخری شکست کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے کہ نپولین کی ناکامی کا سب سے بنیادی اور سب سے اہم اور سب سے زیادہ تباہ کن امر یہ تھا کہ وہ اہلِ سپین کے مزاج کو سمجھنے میں ناکام رہا اور تلوار سے اس قوم کو رام کرنے اور بیرونی حکومت کے قیام کی کوشش کی جس کی سرشت میں ہی تلوار سے رام ہونا نہیں لکھا تھا پس نپولین نے نہ تو روس کی یخ بستہ لق و دق برفانی وسعتوں میں شکست کھائی، نہ واٹرلو کے میدان میں اُس کی تقدیر کا فیصلہ ہوا۔ اُس کی تقدیر کا فیصلہ تو اسپین کے میدانوں اور اسپین کے ٹیلوں اور اسپین کے پہاڑوں پر ہوا اور اُسی روز اُس کے مقدّر میں شکست لکھی جا چکی تھی جب اُس نے اہلِ سپین کے دل تلوار کی قوت سے جیتنے کی کوشش کی۔

مَیں اپنے رب کی عطا کردہ بصیرت سے اور اُسی کی راہنمائی کے نتیجہ میں اس یقین پر قائم ہوں کہ اہلِ اسپین کی فتح محبت اور عشق اور خلوص اور خدمت کے ہتھیاروں سے مقدّر ہو چکی ہے اور کوئی اس تقدیر کو بدل نہیں سکتا لیکن ساتھ ہی اہلِ اسپین کو مَیں یہ تسلّی بھی دیتا ہوں کہ محبت کی فتح تو ایک دو دھاری تلوار کی فتح ہوا کرتی ہے جو ایک ہی وار میں مفتوح کی طرح فاتح کے دل پر بھی چلتی ہے اور فاتح اور مفتوح کے درمیان کوئی فرق نہیں رہنے دیتی۔ دونوں کو یکساں ایک دوسرے کی محبت میں تڑپتا چھوڑ جاتی ہے اور عاشق اور معشوق، فاتح اور مفتوح کے فرق مٹا دیتی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ ایک عجیب دُنیا ہے جہاں فاتح مفتوح بن جاتا ہے اور مفتوح فاتح۔ دیکھو جب عاشق اپنے محبوب پر فتح پاتا ہے تو اُس سے اُس کے مظالم کا انتقام تو نہیں لیا کرتا بلکہ اور بھی اُس کے حضور رگڑتا ہے اور زاری کرتا ہے کہ عذر پیش کر کے مجھے دُکھ نہ دو کہ تمہارے ہاتھوں جو بھی زخم لگا وہ زخم نہیں تھا علاج تھا۔

اب مَیں اس خطاب کو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (حضرت اقدس … ناقل) کے کلام پر ختم کرتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے امام بنایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں ؎

اے محبّت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نہ آمد بسرم
اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

خدا کرے ہمیں تمام بنی نوع انسان سے ایسی ہی محبّت کرنے کی توفیق نصیب ہو اور بنی نوع انسان کو وہ دل عطا ہوں جو ایک دوسرے سے ایسی ہی محبّت کرنے لگیں ؎

ہوا ہے افتتاحِ خانۂ رحماں تجمّل سے

زمینِ اندلس قرنوں کی تاریکی کے بعد اجلی
کہ پھر اَللّٰہُ اَکبر سے فضائیں روشنی پائیں
لبوں پر تہنیت نامہ بطرزِ امتنان آیا
زبانیں شکرِ مولا اس سعادت پر بجالائیں
کلیسا کی طلسماتی صلیبوں کا فسوں ٹوٹا
پھریرے پھر ہلالِ نَو کے اِک عظمت سے لہرائیں
جہاں تثلیث کی لوری کئی صدیاں سنائی دی
ترانے اب اُسی بستی میں ہم توحید کے گائیں
ہوا ہے افتتاحِ خانۂ رحماں تجمّل سے
صمیمِ قلبِ طاہر سے، خدا کی حمد فرمائیں
تصوّر ذہن میں آیا جونہی بنیاد کے دن کا
تو ذکرِ حضرتِ ناصر سے کیوں آنکھیں نہ بھر آئیں
مگر یہ دین کا دریا کبھی رُکتا نہیں پیارو
ہوائیں آندھیاں بن کر کروڑوں بار ٹکرائیں
دُعا ہے یہ میری عابد کسی شاعر کے مصرع میں
"الٰہی مسجدیں آباد ہوں گرجا[۱] ئیں گر جائیں"

(ایم۔ عابد ربانی)

۱۔ گرجا کی جمع۔

"مسجد بشارت" پیدرو آباد قرطبہ کا اندرونی منظر

منیر احمد جاوید - نائب مدیر "خالد"

اسپین پہ لہرا دیا توحید کا پرچم

سپین دوبارہ اسلام کی آغوش میں ——— ایک تاریخی جائزہ

براعظم یورپ کے انتہائی جنوب مغربی کنارہ پر واقع خوبصورت ملک ہسپانیہ تاریخ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ اس کا ذرّہ ذرّہ مسلمانوں کی شوکتِ رفتہ اور عظمتِ پارینہ کا دائمی نشان ہے۔ سرزمینِ اندلس اسلام کا وہ کھویا ہوا ورثہ ہے جو آٹھ سو سال تک اسلامی تہذیب کا گہوارہ رہا۔ مسلمان، ہسپانیہ میں ۷۱۱ء سے ۱۴۹۲ء تک حکمران رہے۔ بعد ازاں مسلمانوں کے آپس کے نفاق اور دینِ اسلام سے لاپرواہی کے نتیجہ میں اسلامی سلطنت عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ کے قبضہ میں چلی گئی۔ توحید کا مسکن تثلیث کا مرکز بن گیا۔ نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کرنے والی مساجد، گرجا گھروں میں تبدیل کر دی گئیں۔ اس کے گلی کوچوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عُشاق کی جگہ تثلیث کے پجاری آباد ہو گئے۔ فرڈیننڈ نے مسلمانوں کو مذہب اور زبان کی آزادی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر ۱۴۹۹ء سے ایسے انسانیت سوز اور شرمناک مظالم شروع کئے جو ایک صدی کے اندر اندر مسلمانوں کے بالجبر ارتداد، اخراج، قتلِ عام اور بالآخر اُن کے کلیۃً خاتمہ پر منتج ہوئے۔ اندلس مسلم اندلس نہ رہا اور مسلمانوں کے اس پُرشکوہ اور پُرعظمت دَور کی بجائے آثارِ قدیمہ کی بعض یادگاریں عمارتوں یا کھنڈروں کی صورت میں باقی رہ گئیں۔

مسلم سپین! جہاں سے اُس وقت علوم و فنون کے چشمے پھوٹتے تھے جبکہ یورپ جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا۔ اور مسلمانوں کی وہ علمی ترقیاں جن کے ذریعہ انہوں نے اسے ہمدوشِ ثریا بنا دیا تھا تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اور چشمِ فلک نے یہ خونچکاں نظارہ بھی دیکھا کہ سپین میں عظمتِ اسلام کے خزانے لُوٹ لئے گئے۔ مسلم اندلس کی یہ عبرتناک شکست اور الم انگیز پسپائی ہر مسلمان کو خون کے آنسو رُلاتی اور ایک مخلص، حساس اور غیور مسلمان کے جگر کو پارہ پارہ کر رہی ہے۔ ان دردناک اور رُوح فرسا واقعات سے ایک مومن کا خون کھولنے لگتا ہے اور کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ دل غم و اندوہ میں ڈوب جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو پھوٹ پڑتے ہیں۔ اور قلب و رُوح سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ ——— مولا! ایک بار پھر سپین پر اسلامی جھنڈے کو پوری شان و شوکت سے لہرا دے۔ تیری قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ ہسپانوی لوگوں کی نسلوں میں جو اسلامی خون کا اثر ہے وہ جوش مارے اور پھر وہ اپنے آباؤ اجداد کے

مذہب یعنی اسلام کی آغوش میں آکر حقیقی راحت حاصل
کریں۔ اور انہیں یہ سعادت نصیب ہو جائے کہ وہ سچے
خدا، سچی کتاب قرآن پاک اور سچے رسول سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو پہچان لیں۔ الٰہی! انہیں
"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا روح
پرور کلمہ پڑھ کر توحید باری پر قائم ہونے اور حیاتِ
جاودانی پا جانے کی توفیق عطا کر دے۔ آمین

یہ دَور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دَور ہے۔ اس
دَور میں حق کی پیاسی رُوحوں کے لئے اسلام کا زندگی
بخش جام پی کر زندہ ہونا مقدر ہے۔ چنانچہ اس
دَور میں تحریکِ احمدیت نے یہ بیڑہ اُٹھایا ہے کہ وہ
دُنیا کو خدائے واحد و یگانہ کی پرستار بنائے اور
محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قدموں میں لا کھڑا
کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے گی۔ اور آج اسی
جماعتِ احمدیہ نے اہلِ سپین کو بھی روشن اور زندہ
مستقبل کا امید افزا پیغام دیا ہے ؎

یہ دَور تُو تجھے ہسپانیہ مبارک ہو
خدا کے گھر کی بنا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اور اس جماعت کے دوسرے امام حضرت
مصلح موعود (خدا اُن سے راضی ہو) نے اسلامی سپین
کے فدائیوں کی جاں نثاری کو خراجِ تحسین پیش کرنے
کے لئے یہ پُرشوکت نعرہ بلند فرمایا کہ ہم قرطبہ، زہراء،
غرناطہ، طلیطلہ، مالقہ اور ہسپانیہ کے دوسرے شہروں
میں ہی نہیں بلکہ اس کے ذرّہ ذرّہ پر دوبارہ اسلام
کا جھنڈا گاڑیں گے۔

آپ کے دل میں اسپین کو اسلامی سپین بنانے
کی اس قدر تمنّا اور آرزو تھی کہ ۱۹۴۶ء میں برطانوی
وزارتی کمیشن کے ہندوستان آنے پر آپ نے اُسے
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کیا سپین ہمیں سے نکل جانے کی
وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں؟
ہم یقیناً اسے نہیں بھولے۔ ہم یقیناً
ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے۔۔۔۔
۔۔۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر
کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں
کا حملہ شروع ہو گا اور اسلام کے
خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم
اپنے ۔۔۔۔ بھائیوں کو خود اپنا جزو
بنا لیں گے۔"

(الفضل ۶ را پریل ۱۹۴۶ء)

الغرض آج اہالیانِ سپین کو اسلام کی طرف
بُلانے والی صرف ایک ہی جماعت ہے اور وہ ہے
جماعتِ احمدیہ۔ تفصیل اس اجمالی فقرہ کی کچھ یُوں
ہے۔ حضرت مصلح موعود کے حکم سے سپین میں ابتداءً
ملک محمد شریف صاحب گجراتی نے مارچ ۱۹۳۶ء میں
مشن قائم کیا جو اندرونی خانہ جنگی کے باعث بند کرنا
پڑا اور ملک صاحب سپین سے نکل کر اٹلی تشریف لے گئے
لیکن ان حالات سے حضرت مصلح موعود (خدا آپ سے
راضی ہو) کے اسلامی سپین بنانے کے عزم میں کوئی فرق
نہ پڑا اور آپ نے کچھ عرصہ بعد ۱۹۴۶ء میں دوبارہ مبلّغین

کو سپین بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ اس پر مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر اور مولوی محمد اسحاق صاحب ساقی ۱۰ر جون ۱۹۴۶ء کو سپین کے دار الحکومت میڈرڈ پہنچے۔ انہوں نے PENS ON DIEZ ECHEGRAY نامی گلی میں رہائش اختیار کی اور تشنہ روحوں کو خدائے احد کا پرستار بنانے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے میں مصروف ہوگئے۔ اُس زمانہ میں وہاں رومن کیتھولک حکومت تھی جو اپنے سوا کسی کو کسی قسم کی تبلیغ کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھی۔ چنانچہ شدید تبلیغی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نہایت مشکل اور نامساعد حالات میں جماعتِ احمدیہ نے وہاں مشن قائم کیا اور وہ سپین جہاں آٹھ سَو سالہ اسلامی دورِ حکومت کا نام لینا مشکل تھا اب وہاں احمدی مبلّغین کے ذریعہ اُنہی ایام کی تاریخ کو دوبارہ دُہرانے کی کوشش ہونے لگی۔ یہ مشن ابھی ابتدائی مراحل میں ہی تھا کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مبلّغین کا خرچ ختم ہوگیا جس پر مرکز کو اس مشن کے بند کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ ساقی صاحب کو تو واپس بُلا لیا گیا مگر مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ مشن بند نہ کیا جائے۔ عاجز کو یہاں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے خاکسار اپنے اخراجات خود برداشت کرے گا۔ حضور کی طرف سے اجازت ملنے پر مولوی صاحب نے تبلیغی مصارف اور دوسرے اخراجات پورے کرنے کے لئے میڈرڈ کی سڑکوں کے کنارے خوانچہ لگا کر عطر فروخت کرنا شروع کر دیا۔ اپنے ہاتھ سے عطر تیار کرتے اور بیچتے رہے۔ اور یوں سپین میں ایک چلتا پھرتا احمدیہ مشن کام کرنے لگا۔ حکومت آپ کو مشتبہ نظروں سے دیکھتی۔ خفیہ پولیس آپ کی خاص نگرانی پر متعیّن کر دی گئی۔ ایک دفعہ تو خفیہ پولیس آپ کو پکڑ کر بھی لے گئی اور چار گھنٹے تک اپنی حراست میں رکھا۔ لیکن میرے مولا نے اپنے بندے کے اخلاص میں برکت دی اور اس کی کوششوں پر محبت بھری نظر ڈال کر یوں شرفِ قبولیت بخشا کہ :۔

(۱) مولوی صاحب موصوف چھ ماہ کے اندر اندر اپنا مافی الضمیر بطریقِ احسن ادا کرنے کے قابل ہوگئے۔

(۲) ایک روسی ماہرِ زبان ترجمانی کے لئے میسّر آگیا اور آخر یہی شخص جماعت کو سپین میں پہلے ثمر کی صورت میں ملا۔

(۳) بفضلِ خدا ہسپانوی نسل کے کئی لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔

(۴) ہسپانوی باشندوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور اُن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے بعض اسلامی کتب کے ہسپانوی زبان میں اشاعت کے سامان پیدا ہوگئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کے لیکچر "اسلام کا اقتصادی نظام" کا ہسپانوی ترجمہ مولانا کا ابتدائی کارنامہ ہے۔ اس کتاب کی اشاعت نے سپین میں تبلیغ کی ایک نئی راہ کھول دی۔ کتاب کی اشاعت کا یہ اثر ہوا کہ سپین کے

بعض متعصب عیسائیوں نے برملا طور پر یہ اقرار کرنا شروع کر دیا کہ اسلام کا اقتصادی نظام ہی دُکھوں اور دردوں کا بہترین اور کامیاب علاج ہے۔ اور سپریم ٹریبونل کے پریذیڈنٹ نے مولوی صاحب کو لکھا:۔

"مَیں آپ کے نوازش نامہ کا بہت
شکر گزار ہوں۔ اس کے ساتھ ایک بہترین
کتاب ہے جس کے مطالعہ نے میری طبیعت
پر نہایت شاندار اور اعلیٰ تاثرات پیدا
کئے ہیں۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ
(اللہ تعالیٰ) آپ کو اس مُلک (سپین)
میں اور اس کے باہر بھاری کامیابی عطا
کرے گا۔"

اس کے بعد مولانا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ بانیٔ جماعت احمدیہ کی حقائق و معارف سے پُر معرکۃ آراء کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ترجمہ کیا جائے۔ محکمہ سنسرشپ کے انچارج پروفیسر BENEYTO نے اپنی ذمہ داری پر اس کی اشاعت کی اجازت دیدی اور ساتھ ہی کہا کہ اِسے جلد از جلد شائع کر دو کہیں کوئی روک نہ پڑ جائے۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء میں اس کتاب کی پانچ ہزار کاپیاں تیار کروالی گئیں۔ سرورق لگ رہا تھا کہ حکومتِ سپین نے اس کتاب کی اشاعت بند کرنے اور تقسیم شدہ کاپیاں ضبط کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ مولانا نے اِس سلسلہ میں سپین کی سرکردہ شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں، وزارتِ تعلیم اور وزارتِ خارجہ کے حُکام سے خط و کتابت کی مگر کوئی کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ آخر اُنہی ایام میں لنڈن کے ایک نَو احمدی محمد یٰسین صاحب نے مولانا کو خط لکھا کہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ہسپانوی ترجمہ اور ہسپانیہ کے چوٹی کے معزّزین کے پتے ہمیں بھجوا دیئے جائیں ہم لنڈن سے یہ کتاب اُنہیں بھجوا دیں گے چنانچہ مولوی صاحب نے کچھ کتابیں اُن کو بھجوا دیں اور انہوں نے یہ کتب معززینِ اندلس کو بذریعہ ڈاک ارسال کرنی شروع کر دیں۔ اِدھر مولوی صاحب نے اِس کتاب کا ایک نسخہ سپین کے صدر جنرل فرانکو کی خدمت میں پیش کیا جسے انہوں نے بہت پسند کیا اور مولوی صاحب کے شکریہ کے ساتھ کتاب کی تعریف کی۔ اِس کے بعد مولانا نے محدود پیمانہ پر اس کی تقسیم شروع کر دی۔ پولیس والے جواب طلبی کے لئے آتے تو آپ اُنہیں جنرل فرانکو کا خط دکھا دیتے۔ وہ اپنا سا مُنہ لے کر واپس لَوٹ جاتے۔ آخر کار ۱۴ برس بعد انفارمیشن سنٹر نے نہ صرف اِس کتاب کی اشاعت بلکہ ایک پمفلٹ "مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟" کی اشاعت کی اجازت بھی دے دی۔

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کے بارہ میں سپین کی جن سربرآوردہ شخصیتوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اُن میں سے ایک دو کی آراء ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔ جو وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ کا مُنہ بولتا ثبوت ہیں۔

• کارڈینل آرچ بشپ آف اشبیلیہ نے مولوی صاحب کو لکھا:۔

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کے
بھجوانے پر دلی ممنون ہوں اور خوشی

کا اظہار کرتا ہوں۔ کتاب مَیں نے انتہائی دلچسپی سے پڑھی ہے ..... آپ کی کتاب میں بے شمار ایسی عبارتیں موجود ہیں جو ہمیں نیکی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ہمارے درمیان اتحاد، اتفاق اور اخوت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔"

- اور پریذیڈنٹ رائل اکیڈمی آف قرطبہ نے لکھا کہ :-

"مَیں نے اس کتاب کو انتہائی دلچسپی اور توجہ سے پڑھا ہے۔ اس میں بیان کردہ تعلیم حقائق و معارف اور علم و عرفان سے پُر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی گئی ہے جس کے مطالعہ سے میرا دل و دماغ معطّر ہو گیا۔"

اِن کے علاوہ سپین کے طول و عرض میں درج ذیل اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی گئی۔

انگریزی ترجمہ قرآن مجید، لائف آف محمدؐ، کمیونزم اینڈ ڈیموکریسی، کشتی نوح، احمدیہ موومنٹ، نظام نو، مسیح کشمیر میں، مسیح کہاں فوت ہوئے؟ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔

(۵) علمی طبقہ شوق سے اسلام کے متعلق باتیں سُننے لگا اور احمدیہ دارالتبلیغ میں ہر اتوار کو اسلام سے دلچسپی رکھنے والے مختلف معلومات کے حصول کے لئے آنے لگے۔

(۶) اسلامی کتب کے مطالعہ کی طرف دلچسپی پیدا ہو گئی اور پیاسی رُوحیں پکارنے لگیں کہ ہماری سیرابی کا کوئی انتظام کیا جائے۔

(۷) پرائیویٹ ملاقاتوں کے مواقع ملنے لگے چنانچہ اس دَور کی رپورٹوں میں مختلف مُلکوں کے سفارتی نمائندوں، سپین کے سرکردہ لیڈروں، وزیروں، صحافیوں، مؤرخین اور مؤلفوں سے مولوی صاحب کی ملاقاتوں کا ذکر ملتا ہے۔ اسی اثناء میں ملٹری اتاشی کے سیکرٹری نے سائیکلوسٹائل مشین کا تحفہ احمدیہ مشن کو عطا کیا۔

(۸) مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کو تبلیغی سرگرمیوں کے لئے میڈرڈ سے باہر جانے کے مواقع بھی ملنے لگے۔ چنانچہ آپ دوسرے مشہور شہروں اشبیلیہ، تاراگونا، برشلونہ اور بلنسیہ میں بھی تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لیجاتے رہے۔

(۹) مقتدر شخصیتوں اور زیرِ تبلیغ احباب کو خطوط لکھنے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ جن میں اسلام سے متعلق شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے صحیح اسلامی تعلیم پیش کی جاتی۔

(۱۰) ۱۹۷۰ء سے حکومتِ سپین نے "احمدیہ مسلم مشن" کے نام سے مشن کو باقاعدہ رجسٹرڈ کر لیا۔ اور اس کی میڈرڈ و قرطبہ میں دو شاخیں قائم ہو گئیں۔ قرطبہ کا مشن اب پیدروآباد میں منتقل ہو چکا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر اور مولوی

عبدالستار صاحب نے ۲۷ مئی یوم خلافتِ احمدیہ کے بابرکت دن سے اس میں رہائش اختیار کرنے اور مسجد کو آباد کرنے کی سعادت پائی ہے۔

(۱۱) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اب تک سپین میں کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ ایک وقت تو احمدیہ مشن پر ایسا بھی آیا کہ حکومت نے مبلغ اسلام کو سپین سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور کہا کہ ہمارے ملک میں اسلام کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ تم لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں وارننگ دی جاتی ہے کہ تم اس قسم کی قانون شکنی نہ کرو ورنہ ہم مجبور ہوں گے کہ تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں۔ گو حکومت کی طرف سے تبلیغ اسلام کی راہیں قانوناً بند کر دی گئیں اور مسلم مشن پر پولیس کی خفیہ نگرانی اور بھی سخت ہو گئی تاہم یہ خدا کا ہی فضل تھا کہ ملک کے چھوٹے اور بڑے، نچلے اور اونچے طبقوں میں اسلام سے دلچسپی بڑھتی ہی چلی گئی۔ اور تمام تر روکوں کے باوجود ایک طرف نہ صرف مشن کی تبلیغی سرگرمیوں میں وسعت اور رفتار ترقی میں اضافہ ہوا بلکہ اس کا طریق کار اور پروگرام بھی پہلے سے زیادہ معیّن اور نمایاں صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ اور دوسری طرف سپین کی عیسائی مملکت کے دل میں اسلامی شوکت پیدا ہوتی گئی اور اُس کی پالیسیوں میں اسلام کے لئے لچک آتی شروع ہو گئی اور وہ وقت آیا کہ حکومت سے وہاں کی ایک مسجد میں بیس سال تک نماز پڑھنے کی اجازت مانگی گئی تو اس نے یہ اجازت دیدی (گو بعد میں لاٹ پادری نے اُسے ردّ کر دیا۔)
لیکن اس کے صرف دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود خلیفہ کی دَورۂ یورپ ۱۹۷۰ء کے دَوران سرزمینِ طارق پر کی جانے والی اُن دُعاؤں کو جو آپ نے ساری رات ایک لمحہ بھی سوئے بغیر مانگی تھیں یوں شرفِ قبولیت عطا فرمایا کہ وہاں ایک ایسا انقلابِ عظیم بپا کر دیا جس کے نتیجہ میں حکومتِ سپین نے ہمیں نہ صرف زمین خریدنے کی اجازت دی بلکہ وہاں مسجد تعمیر کرنے کی بھی تحریری اجازت عطا کر دی اور علاقہ کے لوگوں نے بھی اس میں رضامندی ظاہر کر دی۔ اور یوں خدا نے تثلیث کے ظلمتکدہ میں ۷۰۵ سال بعد خانہ خدا کی تعمیر کے سامان پیدا کر دیئے اور جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ طارق کی دھرتی پر مسجد کی تعمیر کے انتظامات ہونے لگے۔ چنانچہ قرطبہ کے قریب پیڈرو آباد نامی جگہ پر زمین خریدی گئی اور D. JOSELUIS LOPEZ YLOPE DE REGO نامی آرکیٹیکٹ نے مسجد کا نقشہ تیار کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کے تمام مراحل کی ذاتی نگرانی فرمائی اور خصوصی

دلچسپی کا اظہار فرماتے ہوئے ہدایات سے نوازتے رہے۔ نیز اہلِ سپین اور مسجدِ سپین سے دلی محبت کا اظہار اپنے خطبات و تقاریر میں کرتے اور رُوحانی تازگی اور حیاتِ نَو کے سامان پیدا فرماتے رہے۔

حضور نے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو نہایت پُرسوز رقت آمیز دُعاؤں کے جلوہ میں، حضرت اقدس ..... کی مقدس انگوٹھی جس پر "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کندہ ہے اسے برکت دیتے ہوئے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد کا نام "مسجد بشارت" ہے۔ اور یہ میڈرڈ سے جنوب کی طرف ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر، قومی شاہراہ نمبر ۴ کے کنارے پر واقع ہے۔ اور تاریخی شہر قرطبہ سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مسجد کا کل رقبہ چھ ہزار مربع میٹر ہے۔ جس کے چاروں طرف لوہے کی جالی کے ساتھ باڑ لگا دی گئی ہے۔ مسجد کا ہال، لائبریری، گیسٹ ہاؤس اور رہائشی حصہ قریباً ۵۰۰ مربع میٹر پر ہے۔ مسجد نہایت موزوں اور اونچی جگہ پر ہے۔ جس کے چاروں طرف حدِ نظر تک خوبصورت قدرتی مناظر اور اردگرد کے پہاڑی ٹیلوں پر دیہاتی آبادیاں نہایت خوشنما منظر پیش کرتی ہیں۔ مسجد کے سامنے عیسائیوں کا گرجا گھر ہے جو ویران اور بند پڑا ہے اور اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عیسائیت اب رُو بہ زوال ہے۔

اس مسجد پر کل اکیس ملین پسیتہ (یعنی ۲۱ لاکھ پاکستانی روپیہ) خرچ ہوا ہے۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ احمدیہ مشن قرطبہ سے پیدرو آباد میں منتقل ہو چکا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الودود ۱۰ ستمبر کو بنفسِ نفیس اس کا افتتاح فرمائیں گے انشاء اللہ العزیز۔

عالمی پریس نے اس موقع پر جن خیالات کا اظہار کیا وہ بھی قابلِ ذکر ہیں۔ انڈونیشیا کے اخبار PIKIRAN RAKYAT نے اپنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں لکھا:۔

"عالمِ اسلام کے لئے یہ ایک خوشی کا موقعہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں یعنی ۹ اکتوبر بروز بدھ سپین کے جنوب میں پیدرو آباد میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے۔ یہ بہت عظیم واقعہ ہے۔ کیونکہ سپین میں سات صدی کے بعد سب سے پہلی مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ جس کے ذریعہ اسلامی انقلاب کے لئے راستہ کھل گیا ہے"۔

سپین کے اخبار "اندلس کی ڈاک" نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں تحریر کیا:۔

"مسلمانوں کی نظریں قرطبہ پر دوبارہ پڑ رہی ہیں۔ قرطبہ جو اسلام کا ایک قدیم موتی ہے جس کو رُوحانی طور پر فتح کرنے کے لئے وہ بالکل تیار ہیں....

..... تھوڑے دن ہوئے اس سلسلہ کی ایک کڑی کا ورود قرطبہ میں اس طرح ہوا کہ پیدرو آباد میں جو کہ (شہر) سے ۳۲ کلومیٹر پر واقع ہے جماعتِ احمدیہ

کے امام اعظم حضرت مرزا ناصر احمد صاحب
(رحمہ اللہ تعالیٰ) نے پوری شان و شوکت
اور گاؤں کے بے حد شوق کے درمیان
پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جو کہ سپین میں
سات سو سال کے بعد تعمیر ہو گی....."

سوئٹزرلینڈ کے اخبار BERNER ZEITUNGBERN نے ۱۲؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کو "اسلام
ترقی کی شاہراہ پر ــــ سپین کی پہلی مسجد کی تعمیر" کے
عنوان کے تحت لکھا :-

"قرطبہ کے نزدیک بیسویں صدی کی
پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے
سپین کی مذہبی تاریخ میں یہ ایک ایسا
واقعہ ہے جس کے متعلق گزشتہ چند
صدیوں میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔
..... عالمگیر اسلامی تحریک احمدیہ جو
۱۹۴۶ء سے سپین میں سرگرمِ عمل ہے
کی طرف سے یہ مسجد تعمیر کی جا رہی ہے۔
گویا سالوں کی مساعی کا نتیجہ اب واضح طور
پر منصۂ شہود پر آ رہا ہے۔"

خلفائے احمدیت کا سپین میں ورودِ مسعود :-

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے
مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے پانچ سال بعد ۱۹۷۰ء
میں پہلی بار سپین کا دورہ فرمایا۔ اور ۲۵ مئی کے دن
لندن سے بذریعہ طیارہ میڈرڈ میں رونق افروز ہوئے۔
دو گھنٹے کے اس سفر میں سپین سے والہانہ محبت کے اثرات
ایک اضطراب کی صورت میں حضور کے چہرہ مبارک پر
نظر آتے تھے۔ میڈرڈ کا فضائی مستقر نظروں کے سامنے
آیا تو حضور نے اہلِ قافلہ کی طرف پیچھے مڑ کر فرمایا :-

"مجھے تو طارق کے گھوڑوں کی ٹاپوں
کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں کیا
تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں ؟"

حضور نے سرزمینِ اندلس کو اس موقعہ پر
ایک ہفتہ تک اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی اور
میڈرڈ کے علاوہ قرطبہ، غرناطہ اور طلیطلہ کے تاریخی
مقامات کی طرف تشریف لے گئے اور سپین میں اسلام
کی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے اپنے مولا کا در
کھٹکھٹانے میں ہر لمحہ مصروف رہے۔ حضور کا یہ بابرکت
سفر یکم جون ۱۹۷۰ء کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔
دوسری بار حضور ۱۹۸۰ء میں سپین تشریف لے گئے
اور ۹؍اکتوبر کو سپین کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔
اب ۱۰؍ستمبر ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ
الودود اس مسجد کا افتتاح فرمائیں گے۔ حضور نے اس
غرض کے لئے اپنے دورِ خلافت کے پہلے بابرکت سفر پر
۲۸؍جولائی ۱۹۸۲ء کو مرکزِ سلسلہ ربوہ سے رختِ سفر
باندھا۔ روانگی سے قبل حضور نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا
کہ چند دن تک میں اور سلسلہ کے بعض اور نمائندگان اس
بابرکت سفر پر روانہ ہونے والے ہیں جس میں اور کاموں
کے علاوہ مسجد سپین کا افتتاح کرنا بھی شامل ہے....
... احباب کرام اپنی دعاؤں کے ذریعے سے اس تقریب

افتتاح میں شامل رہیں کیونکہ جگہ کا فاصلہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

ہم خدائی وعدوں کے مطابق اس یقینِ واثق پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور کے اس سفر کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کے حصول کا موجب بنائے گا اور سپین کی فضا ایک بار پھر نعرۂ تکبیر کی صداؤں سے گونجنے لگے گی اور سرزمینِ اندلس دوبارہ طیورِ محمدیؐ کے ذریعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے سرمدی نغموں کو الاپنے لگے گی ۔

جہاں کی ریت کے ذرّوں کو گِن سکے گا جہاں
نہ گِن سکے گا صدا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اور ہماری دُعا ہے کہ خدا کرے کہ سپین جلد از جلد اپنے اُس روشن مستقبل میں داخل ہو جائے جس کی نسبت خلفائے احمدیت نے آسمانی بشارتوں کی روشنی میں خبر دی ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود (خدا آپ سے راضی ہو) اس سنہرے دَور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہسپانیہ ایک ایسا ملک ہے جس نے اسلام کی ایک دفعہ پہلے بھی روشنی دیکھی تھی۔ لیکن اُس وقت اس کی روشنی جنگ کے ذریعہ ظاہر ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آخر میں مشتبہ ہو گئی۔ اب وہ روشنی محبت اور صلح کے پیغام کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے اس وجہ سے وہ دائمی ہو گی اور کبھی نہ بجھے گی اور کبھی وہاں سے نہ نکالی جائیگی۔" (الفضل ۲۷ جنوری ۱۹۵۲ء)

اور حضرت نافلۂ موعود ناصر دین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سپین کے اس تابناک مستقبل کی نسبت ۲۹ جون ۱۹۷۰ء کو ایک پُرشوکت پیشگوئی بایں الفاظ بیان فرمائی :-

"ہم مسلمان سپین میں تلوار کے ذریعہ داخل ہوئے اور اس کا جو حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ اب ہم وہاں قرآن لیکر داخل ہوئے ہیں اور قرآن کی فتوحات کو کوئی طاقت زائل نہیں کر سکتی۔"

(الفضل ۷ جولائی ۱۹۷۰ء)

ع ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

ارضِ سپین کے مجاہدین احمدیت

۱۔ مکرم ملک محمد شریف صاحب
۲۔ مکرم عطاء اللہ صاحب
۳۔ مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر
۴۔ مکرم محمد اسحاق صاحب ساقی
۵۔ مکرم اقبال احمد صاحب نجم
۶۔ مکرم عبد الستار خان صاحب
۷۔ مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر

یہ وہ خوش نصیب مجاہدینِ احمدیت ہیں جنہیں سرزمینِ سپین میں اسلام کا عَلَم از سرِ نَو بلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اذانِ مہر و محبّت

جبینِ حُسنِ تصوّر ہے سربلند ہوئی
وُفورِ شوق سے افلاک کی مانند ہوئی
خوشا نصیب! کہ اسپین کی فضاؤں سے
اذانِ مہر و محبّت ہے پھر بلند ہوئی

(۵)

بھگو کے آنسوؤں سے خشتِ اوّلیں رکھی
ہمیں وہ منظرِ رقّت نہ بھول پائیگا
دُعائیں جسکی بالآخر ہیں مستجاب ہوئیں
ہمیں وہ شخص بہ ہر طور یاد آئے گا

(عبدالکریم قدسی ۔ لاہور)

پیڈرو آباد جو قصبہ ہے اک اسپین میں
بن گیا ہے مرجعِ عالم بفضلِ کردگار

مسجد بشارت پیڈرو آباد قرطبہ کی بابرکت افتتاحی تقریب ۱۰ ستمبر ۸۲ء سے متاثر ہو کر

دس ستمبر سنہ بیاسی کا وہ روزِ خوشگوار
بن گیا ہے غلبۂ اسلام کا اک سنگِ میل

آبِ زر سے اس کا عنواں ثبت ہو تاریخ میں
نقطۂ آغازِ دورِ نصرتِ دینِ نبیؐ

منتظر جس کے لئے تھے ہے وہی روزِ سعید
پیڈرو آباد جو قصبہ ہے اک اسپین میں

فضلِ ربانی سے اس بستی میں ہیں رونق فروز
آسماں اسپین کا ہے جھک پڑا بہرِ سلام

ہے مبارک آج کا دن، اُن کے دستِ پاک سے
ہے یہی مسجد "بشارت" نام سے موسوم ہے

ابتدائے زندگی سے لے کے تا روزِ وصال
تھی عروجِ دینِ برحق اس کا مقصودِ حیات

اذنِ حق سے دورۂ ہسپانیہ اس نے کیا
ہیں سناتے داستانِ شوکتِ دینِ نبیؐ

سلسلۂ روز و شب کا وجہِ ناز و افتخار
تیز تر کر دے قدم، ہر دین کا خدمت گذار

ہو کشادہ اس سے فتحِ دیں کا باب زرنگار
بن گیا یہ دن، جلو میں جس کے فضلِ کردگار

مطلعِ اُندلس پہ با صد شاں ہوا ہے آشکار
بن گیا ہے مرجعِ عالم بفضلِ کردگار

وہ غلام، ابنِ غلامِ سیدِؐ والاتبار
چومتی ان کے قدم، اس کی زمیں ہے بار بار

افتتاح ہو گا خدا کے گھر کا باعزّ و وقار
شاہِ ذی القرنینِ عالی جاہؓ کی ہے یادگار

خدمتِ دیں ہی میں گذرے اس کے سب لیل و نہار
زندگی بھر بس اسی غم میں رہا تھا دلفگار

ہاں وہی خطہ کہ جس کے مومنیں تھے تاجدار
قرطبہ کی پُر شکوہ مسجد کے وہ عالی منار

کان اس کے سنتے تھے گھوڑوں کے ٹاپوں کی صدا
غازیانِ صف شکن تھے پُشت پر جن کے سوار

پیش ربِّ ذوالمنن وہ ہو گیا تھا سجدہ ریز
با دلِ محزون و غمگیں، با دو چشمِ اشکبار

اس کی گریہ ہائے پیہم نے دکھایا یہ اثر
خُود تسلّی کے لئے اُترا خدائے کردگار

اس کے سیلِ اشک کی وہ بے پناہ جولانیاں
منجمد ہو کر رہے کر لی شکلِ مسجد اختیار

توڑ ڈالا سات سَو سالہ سکوت و خامشی
اپنے عزمِ آہنی سے وہ امامِ کامگار

فضلِ حق سے خانۂ ربّ جب مکمّل ہو گیا
چل دیا سُوئے ارم از حکمِ ربِّ کردگار

اس کے جانے پر ہوئی طبقِ زمیں زیر و زبر
بندۂ مومن ہوا غمگیں حزین و دلفگار

مرہمِ تسکین بن کر چرخ سے نازل ہوا
میرزا طاہر بصد شان و شکوہ باصد وقار

جانے والے پر خدا کی رحمتیں ہوں بے شمار
آنے والے کو رہے حاصل رضائے کردگار

"کاروبارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام"
خوب فرماتے ہیں مہدی و مسیحِ نامدار

اب اسی مسجد کا در کھولیں گے وہ صاحبِ قرآں
جن کے ہاتھوں میں ہے پنہاں قوّتِ پروردگار

شاد زی آباد زی اے شاہِ بطحیٰؐ کے غلام
سعی سے تیرے ہو یورپ دینِ برحق کا شکار

تجھ سے ہی وابستہ ہے اسلام کی فتحِ مُبیں
ہے مؤیّد تیرا ہر آں خالق و پروردگار

دامنِ یورال سے لے کر کے تا جبرالٹر
نورِ احمدؐ کی شعاعوں سے بنے گا تابدار

اندلس کی سرزمیں پر تیرا لُطفِ خاص ہو
پہلے کی مانند یہاں ہو دینِ حق کا اقتدار

بھیج لشکریانِ نوری آسماں سے اے خُدا
پھیر دیں وہ جانبِ اسلام ذہنوں کی مُہار

تیری ہی تائید سے وہ فتح سے ہو ہمکنار
خدمتِ دینِ محمدؐ پر جو قائم استوار

سُن لے یہ ساری دعائیں اے خدائے ذوالمنن
از طفیلِ شاہِ بطحیٰؐ سیّدِ والاتبار

سید ادریس احمد عاجز
ربوہ

SUPPLIMENTARY EDITION
KHALID RABWAH
SEPTEMBER, 1982
Editor : Mirza Mohammad Din Naz
Regd. No. L..

مسجد "بشارت" اور اس کے میناروں کا رُوح پرور نظارہ

جس سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت و کبریائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے آثار جھلک رہے ہیں

خوشا نصیب! کہ اسپین کی فضاؤں سے اذانِ مہر و محبت ہے پھر بلند ہوئی